سیرت حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنھا

پیغام حق

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم　　　　امابعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب صدر اور معزز سامعین کرام! آج مجھے جس پاک ہستی کا ذکر کرنے کا موقعہ ملا ہے ان کا نام ہے

"حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ"

مری اولاد سب تیری عطا ہے

ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے

یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی

فسبحان الذی اخزالعادی

تمہید

آنحضرت ﷺ نے آنے والے مسیح و مہدی کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی کہ **"یتزوج و یولد"** یعنی شادی کرے گا اور اس کی اولاد ہوگی۔ دنیا میں آنے والے ہزاروں لوگ شادی کرتے ہیں اور ان کی اولاد ہوتی ہے مگر آپ نبی ﷺ کا چودہ سو سال قبل مہدی کی شادی اور اولاد کا ذکر فرمانا یہ بتاتا ہے کہ وہ اولاد کوئی عام اولاد نہیں ہوگئی بلکہ ان میں سے ہر ایک خداتعالیٰ کی تائید و نصرت رکھنا والا چمکتا دھمکتا ستارہ ہوگا انہی روشن وجودوں میں سے ایک مزکی وجود حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا وجود تھا۔

پیدائش

آپ کی پیدائش کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا کہ :۔

"تیرا گھر برکتوں سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ میں سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا، تیری نسل بہت ہو گی"

اس الہام کے بموجب آپ 2مارچ 1897ء رمضان المبارک کی 27ویں رات کے پہلے پہر پیدا ہوئیں۔ پھر 1901ء کو الہام ہوا **"نواب مبارکہ بیگم"** نیز حضورؑ نے خواب میں دیکھا مبارکہ پنجابی میں بول رہی ہے کہ :۔

"مینوں کوئی نہیں کہہ سکدا کہ ایسی آئی جس نے ایہہ مصیبت پائی"

یعنی آپ کا وجود بہت برکتوں والا ہو گا۔

بچپن

آنکھ کھولی تو" جری اللہ فی حلل الانبیاء" کو صورت میں ایک شفیق اور محب باپ کا منور چہرہ دیکھا اور سیدۃ النساء حضرت ام المؤمنین کے مبارک ہاتھوں میں پرورش پائی۔ آپ بچپن سے ہی غیر معمولی حافظہ کی مالک تھی، کم سنی کی بہت سی باتیں آپ کو یاد تھیں آپ فرمایا کرتی تھیں کہ :۔

"میری عمر کے گیارہ سال اور 24 دن کل حضرت مسیح موعودؑ کی حیات مبارکہ میں گزرے تھے۔ اس عمر کے بچوں کو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔ یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ کچھ بچپن کی یادیں جو اکثر ذاتی باتیں ہیں لوگوں کے لیے معمولی مگر میرے لیے بیش بہا خزانہ ہیں، الحمدللہ کہ جو بھی یاد ہے بہت صاف، اور میرے دل پر نقش ہیں، گویا اس وقت بھی دیکھ رہی ہوں، سن رہی ہوں"

(مبارکہ کی کہانی مبارکہ کی زبانی از امۃ الشکور ص 1تا2)

بچپن میں ہی سے رب کائنات کی آپ پر خاص نظر کرم تھی آپ جس چیز کی خواہش کرتی، انتظام ہو جاتا۔ ایک دفعہ آپ نے قادیان میں حضرت مسیح موعودؑ سے لیچیوں کی فرمائش کی جس پر حضرت اماں جان رضی اللہ عنھا نے ڈانٹا کہ اس وقت قادیان میں لیچیاں کہاں سے آئی گی؟ آپ ناراض ہو کر کمرہ میں چلیں گئ۔ کچھ ہی دیر بعد حضورؑ آپ کو دونوں ہاتھوں میں اٹھائے باہر لائے اور لیچیوں سے بھرے ٹکرے کے پاس رکھ دیا اور فرمایا کہ :۔

"دیکھو(جو)چیز یہ مانگتی ہے اللہ تعالیٰ بھیج دیتا ہے"

(مبارکہ کی کہانی مبارکہ کی زبانی ازامۃ الشکور ص 11تا12)

تعلیم

آپ کی پیدائش کے وقت حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا کہ :۔

"تنشاء فی الحلیۃ یعنی زیور میں نشوونما پائے گی"

جہاں خدا تعالیٰ نے آپ کو ظاہری مال ودولت نوازا وہی آپ کو دینی و دنیوی علوم اور ایمان کے زیور سے مزین کیا۔آپ بچپن سے ہی نہایت ذہین وفطین تھیں آپ نے ساڑھے چار سال کی عمر میں نہ صرف قرآن کریم ختم کیا بلکہ دہرا بھی لیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے ترجمۃ القرآن پڑھا۔آپ نے کسی سکول یا کالج سے ڈگری حاصل نہیں کی بلکہ مختلف اساتذہ کرام سے بنیادی علوم سیکھے۔تجرید بخاری اور چھوٹے مجموعہ احادیث کا خود ہی مطالعہ کیا مشکل الفاظ کا ترجمہ بڑے بھائی یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے پوچھ لیتیں۔ ابتداءً فارسی حضرت مسیح موعودؑ سے سیکھی پھر حضورؑ کے حکم پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے پڑھانا شروع کیا۔صرف ونحو اور عربی زبان حضرت مرزا شریف احمد صاحب سے سیکھی۔پھر ایک استاد سے بہت جلد انگریزی بھی سیکھ لی۔شاعری تو آپ نے بچپن سے ہی شروع کرلی تھی آپ فرماتی ہیں کہ :۔

"ایک شعر اپنا بہت بچپن کا یاد رہ گیا، چار پانچ اشعار تھے کاپی میں لکھے۔شرم کے مارے حضرتؑ کو بھی نہ دکھائے کہ بھائی چھیڑیں گے۔وہ پہلا شعر ارسال ہے مدح حضرت مسیح موعودؑ میں یہ شعر کہے تھے۔

آج ایسا ہمیں سردار مبارک ہووے

خادم احمد مختار مبارک ہووے"

(مبارکہ کی کہانی مبارکہ کی زبانی ازامۃ الشکور ص 21)

تربیت

بے انتہاء پیار و محبت کے ساتھ ساتھ بچپن سے ہی آپ کی تربیت بھی اعلیٰ ترین اصلوب کو مد نظر رکھ کر کی گئی۔ چھوٹی چھوٹی بات کا خیال رکھا جاتا، آپ بیان فرماتی ہیں کہ :۔

"حضرت مسیح موعودؑ کی زبان میں معجزانہ اثر تھا آپ نہ بات بات پر ٹوکتے نہ شوخیوں پر جھڑکنے لگتے بلکہ انتہائی نرمی سے فرماتے کہ یوں نہ کرو۔ جس بات سے آپ منع کیا مجھے یاد نہیں کہ کبھی بھول کر بھی وہ بات پھر کی ہو.............. مجھے اور مبارک احمد کو قینچی سے کھیلتے دیکھ کر تنبیہ فرمائی کہ .... کبھی کوئی تیز چیز، قینچی، چھری، چاقو اس کے تیز رخ سے کسی کی طرف نہ پکڑاؤ۔ اچانک لگ سکتی ہے، کسی کی آنکھ میں لگ جائے کوئی نقصان پہنچے تو اپنے دل کو بھی ہمیشہ پچھتاوا رہے گا اور دوسرے کو تکلیف" یہ عمر بھر کا سبق ملا اور آج تک یاد ہے۔"

(مبارکہ کی کہانی مبارکہ کی زبانی از امۃ الشکور ص3تا4)

شفیق و مہربان والدین

حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت اماں جان آپ سے بے انتہاء پیار کرتے تھے آپ بیان فرماتی ہیں کہ :۔

"حضرت اماں جان بہت زیادہ شفقت اور محبت فرماتی تھیں مگر آخر ماں تھیں وہ تربیت اپنا فرض جانتی تھیں کبھی کہتی تھیں کہ اتنی ناز برداری لڑکیوں کی ٹھیک نہیں ہوتی۔ نہ معلوم کسی کی قسمت کیسی ہو، آپ فرماتے "تم فکر نہ کرو خدا شکر خورے کو شکر دیتا ہے" یہ الفاظ آپ کے مجھے یاد ہیں حضرت اماں جان کے اکثر میرے نہلانے کے وقت میں چیخ کر ابا کو پکارتی آپ کہتے "نہ تنگ کرو" آپ فرماتیں "لڑکی ذات ہے بدن نہیں ملواتی کہنیاں کالی رہ جائیں گی" آپ فرماتے "نہیں رہیں گی کالی چھوڑ دو" یہ بھی فرماتے کہ "لڑکی ہے آخر ہمارے پاس چند دن کی مہمان ہے یہ کیا یاد کرے گی"۔

(مبارکہ کی کہانی مبارکہ کی زبانی از امۃ الشکور ص5تا6)

حضرت اماں جان آپ سے بہت محبت کرتی تھی، آپ بیان کرتی ہیں کہ :۔

"میں چھوٹی سی تھی........ایک ساتھ کھیلنے والی بچی نے کہنا نہ مانا، میں اس سے روٹھ گئی اور چھوٹے بھائی حضرت مرزا شریف احمد صاحب جو ساتھ کھیل رہے تھے میں نے کہا "اس سے تم بالکل نہ بولنا۔ میں اس نے نہیں بولتی" چھوٹے بھائی صاحب بھول کر اس سے بول پڑے۔ میں نے ایک چیخ ماری اور پٹخنی کھائی اتنا صدمہ ہوا کہ ....سانس رک گیا۔ حضرت اماں جان بھاگ کر آئیں گود میں اٹھالیا دکھ سے پوچھا کیا ہوا.......میں (نے) روتے ہوئے کہا کہ "میں ایک لڑکی سے خفا تھی میں نے روکا تھا۔ ہائے میرا بھائی ہو کر اس سے کیوں بولا" پھر رونے لگی۔ حضرت اماں جان نے رونا شروع کیا، مولویانی صاحبہ (یعنی اہلیہ حضرت عبدالکریم) نے بھی شروع کیا۔ حضرت مسیح موعودؑ غالباً عصر کی نماز کے بعد باہر سے تشریف لائے اور یہ نقشہ آہ وزاری کا دیکھ کر گھبرا گئے اور اب تک مجھے یاد ہے کہ آپ کہہ رہے تھے

"کیا مبارکہ کو چوٹ لگی اس کو تکلیف ہے بتاؤ"

حضرت اماں جان نے اسی طرح مجھے گود میں لئے لئے روتے بتایا کہ چوٹ نہیں لگی۔ میں اس لیے رو رہی ہوں کہ یہ بچی جو بھائیوں کے پیار میں کسی کی شراکت برداشت نہیں کرسکتی ....ایسی پر اگر سوکن آجائے تو یہ کس طرح برداشت کرے گی؟ آپؑ نے فرمایا اور کافی بلند پر جوش مگر تسلی بخش آواز سے کہ :۔

"اس پر ہرگز سوکن نہیں آئے گی اس بات کا کوئی فکر نہ کرو"

(مبارکہ کی کہانی مبارکہ کی زبانی از امۃ الشکور ص 7تا8)

والدین سے حسن سلوک

باوجود اس کے حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت اماں جان آپ سے بہت محبت کرتے تھے اور ناز برداریاں اٹھاتے تھے مگر اس سب کے باوجود آپ نے پیار کا ناجائز فائدہ نہ اٹھایا بلکہ آپ اپنے والدین کا بے حد احترام کرتی جب کبھی آپ حضرت مسیح موعودؑ سے ناراض ہو جاتی تو ماننے پر فوراً مان جاتیں کبھی ضد نہ کی۔ وفات کے بعد بھی اپنے والدین کا خاص تذکرہ کرتیں۔ حضرت اماں جان سے بے حد محبت بھی ہر وقت کے ذکر سے ظاہر ہوتی تھی، کبھی نصیحت کرتے ہوئے مثال دے دی، کبھی اپنا کوئی واقعہ سنایا۔ ایک دفعہ گھر کی کسی لڑکی نے اپنے بیٹے کو مٹی میں کھیلنے سے سے روکا تو فرمانے لگیں :۔

"کھیلنے دو! حضرت اماں جان فرمایا کرتی تھیں کہ پھلے گھٹا ہووے کٹا"

(مبارکہ کی کہانی مبارکہ کی زبانی از امۃ الشکور ص97)

بہن بھائیوں کی آپ سے محبت

سب بہن بھائی آپ سے خوب محبت اور پیار کا سلوک کرتے تھے آپ بیان کرتی ہیں کہ :۔

"یہی خاص خیال اور ناز برداری کا اثر بھائیوں نے لیا تھا ایک بات کوئی ذرا سی بات بھی ایسی یاد نہیں کہ کسی بھائی نے ستایا ہو۔ حضرت بڑے بھائی صاحب کو تو میں بچپن سے ہی میں مسیح موعودؑ کی جگہ جانتی تھی۔ جس وقت آپؑ موجود نہ ہوتے ان کے پاس فریاد کی اور انہوں نے فوراً میرا کہنا کیا۔"

(مبارکہ کی کہانی مبارکہ کی زبانی از امۃ الشکور ص6)

بھائیوں سے محبت

آپ کے بہن بھائی تو آپ سے محبت کرتے ہی تھے آپ بھی ان سے بے پناہ محبت کرتی تھیں، اتنی زیادہ کہ شاید ہی کسی بہن نے اپنے بھائیوں سے اتنی محبت کی ہو۔ جب ایک ایک کر کے تینوں بھائی اللہ کو پیارے ہو گے تو آپ بہت افسردہ رہنے لگیں۔ ایک قریبی دوست کے خط کے جواب میں آپ اپنے بھائیوں کے متعلق لکھتی ہیں کہ :۔

"جو مجھے چاہتے تھے چاہ کو پہچانتے تھے

ان کی فراقت میں وہ تنویر کہاں سے لاؤں

کاغذی عکس بھی ہیں دل پر میرے نقش بھی ہیں

بولتی ہستی وہ تصویر کہاں سے لاؤں

وہ کہاں پیار وہ آپس میں دلوں کی باتیں

آہ اس خواب کی تعبیر کہاں سے لاؤں"

(مبارکہ کی کہانی مبارکہ کی زبانی از امۃ الشکور ص 97)

شادی اور اولاد

آپ کی شادی حضرت نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ سے ہوئی حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کا نکاح 17 فروری 1908ء کو خدائی بشارتوں کے بموجب کیا۔ آپ کا رختصانہ 14 مارچ 1909ء کو ہوا۔ آپ کے پانچ بچے ہوئے 2 بیٹے اور 3 بیٹاں جن کے نام یہ ہیں۔

1: نواب محمد احمد خان صاحب

2: حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ

3: نواب مسعود احمد خان صاحب

4: محمودہ بیگم صاحبہ

5: آصفہ مسعود بیگم صاحبہ

آپ نے اپنی دور کی نسل بھی دیکھی یعنی اپنے پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں اور آگے ان کی اولادیں بھی۔ اکثر کے نام بھی آپ نے خود رکھے۔

خوب صورت و سیرت بیوی

نواب صاحب خدا تعالیٰ کی اس نعمت کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کے بہت شکر گذار ہوتے۔ اپنی ڈائری میں ان کی تعریف میں لکھا کہ :۔ **"میں نے ان میں حسن صورت و حسن سیرت کو پایا، لیاقت علمی بھی خاص ہے"**

(مبارکہ کی کہانی مبارکہ کی زبانی از امۃ الشکور ص 90 تا 91)

ایک اور جگہ نواب صاحب اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں کہ :۔

"پھر صورت کے لحاظ سے............اور روحانی لحاظ سے بھی حالت معزز ہے اور سیرت کے لحاظ سے کس باپ کی بیٹی ہیں۔ بس نہایت پیارا انداز اور عجیب دلکش طبیعت ہے۔ محبت کرنے والی بیوی ہیں، پھر مجھ کو کیوں نہ محبوب ہوں؟"

(مبارکہ کی کہانی مبارکہ کی زبانی از امۃ الشکور ص 99)

اس لیے آپ کی بہت ناز برداری کرتے، مگر باوجود ان ساری ناز برداریوں اور محبت اور عزت کے اور باوجود اس کے کہ آپ چھوٹی عمر یعنی بارہ سال میں ہی بیاہی آئی تھیں اس سلوک سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ ہمیشہ اپنے میاں کو بہت عزت دی، ان کا بے حد ادب کیا، جن باتوں کو وہ پسند نہ کرتے ہمیشہ ان کا خیال رکھا، ہمیشہ سامنے بھی اور غیر حاضری میں بھی ان پر عمل کیا۔

سسرالی رشتہ داروں سے حسن سلوک

آپ تمام سسرالی عزیزوں سے محبت کا سلوک رکھتیں، آپ کے دیور نواب ذوالفقار علی خان کی اولاد ہمیشہ بے حد احترام اور پیار سے آپ کو یاد کرتی ہے بلکہ ان کی دونوں بیٹیاں تو اپنی تائی جی کو اپنا دوست مانتیں، پکی سہیلیاں تھیں، اپنا ہر دکھ سکھ رازداری، تائی جی سے ہوتی، دیگر سسرالی عزیز بھی آپ کی صفات کی وجہ سے آپ کا احترام کرتے اور ذاتی مسائل میں آپ سے ہی مشورے کرتے حالانکہ عقیدے کی وجہ سے ایک دوری تھی۔

یتیموں سے حسن سلوک

آپ نے حضرت اماں جان کے طریق پر بہت سی یتیم لڑکیوں کی اور جو سفید پوش گھرانے، اپنی بچیاں آپ کے پاس تربیت کے لیے چھوڑ جاتے، ان سب کی بہترین تربیت کی، پکانا، رہنا سہنا سب سکھایا، پھر اچھے گھروں میں ان کی شادیاں کیں، سب اپنے اپنے گھروں میں بہت سکھی رہیں۔

عشق الٰہی

آپ کا دل عشق الٰہی سے لبریز تھا اور زبان ذکر الٰہی سے تر۔ نمازوں میں حد تر محویت، خضوع وخشوع، دعاؤں سے رات دن شغف، اعمال وافعال سے محبت الٰہی کا اظہار، بات کرتیں تو اللہ اور رسول ﷺ سے شروع ہو کر، خدائی مخلوق اور کائنات تک پہنچتی اور پھر خدا کی ذات پر ہی ختم ہو جاتی۔

عشق رسول ﷺ

آپ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے محبوب حضرت سرور کائنات فخر مجودات محمد مصطفی ﷺ سے بھی حد درجہ عشق تھا کیونکہ آپ ایک عظیم عاشق رسول ﷺ کی بیٹی تھیں۔ جن کی آنکھیں آپ ﷺ کے ذکر سے بھیگ جاتیں اور گلا رقت سے رندھ جاتا جن کی آنکھوں میں ہمیشہ سبزی مائل پانی تیر تا رہتا تھا وہ عشق رسول ﷺ کی علامت ہے ایسی گود میں پلنے والی دختر بھی فدائی اور شیدائی رسول ﷺ تھیں۔ آپ تسبیح و تحمید کے ساتھ کثرت کے ساتھ دورد شریف پڑھتیں اور ہر ایک کو اس کی تلقین بھی کرتیں۔

خلفاء احمدیت سے عقیدت و محبت

آپ کے دل میں مقام خلافت کے حد درجہ احترام تھا۔ حضرت صاحبزادی آپا ناصرہ بیگم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب فرماتی ہیں کہ "پھوپھی جان کے دل میں خلافت کا بہت زیادہ احترام تھا۔ خلافت کے مقام کے لحاظ سے احترام میں ذرہ بھی فرق نہیں دیکھا اسی طرح حضرت بھائی جان کا یعنی حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کا مقام خلافت پر متمکن ہونے پر یہی نظارہ دیکھا

قادیان دار الامان سے محبت

حضرت مسیح موعودؑ کو قادیان سے جو محبت تھی بیگم صاحبہ کے بچپن کے حافظہ میں محفوظ تھی چنانچہ "الفرقان" کے درویشان قادیان کے نمبر کے لیے آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی محبت قادیان کا ذکر فرمایا۔ اپنا وطن کس کو پیارا نہیں ہوتا۔ کسی شاعر کا مصرعہ ہے کہ "خار وطن از ملک سیلماں خوشتر"۔ حضرت مسیح موعودؑ کو بھی قادیان سے بہت محبت تھی۔ اسی طرح حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کو بھی اس جگہ سے بہت محبت تھی۔

آپ کا اعلیٰ علمی وادبی ذوق

آپ کا علمی وادبی ذوق نہایت بلند تھا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت بھی عطا فرمائی تھی کہ آپ نہایت پاکیزہ ادبی ذوق رکھتی تھیں۔ آپ کا منظوم کلام لطیف اور سراسر روحانیت سے لبریز ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت بلند ادبی شان کا بھی حامل ہے۔ نظم کی طرح نثر بھی آپ کی ایک مخصوص اور منفرد طرز نگارش تھی۔ آپ کی شاعری نفیس، پاکیزہ، شگفتہ، سوز و گداز اور روحانیت سے معمور تھی جو درحقیقت حضرت مسیح موعودؑ کی پرسوز دعاؤں کا اثر اور حضرت اماں جان کی حسن تربیت کا فیض تھا۔

وفات

غرض آپ کی کیا کیا تعریف کی جائے، آپ تو خوبیوں کا مجسمہ تھیں آپ کے حسن و سیرت کا الفاظ احاطہ نہیں کر سکتے سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ سراپا محبت تھیں۔ ایک ایسا وجود جس نے تمام عمر سب سے اپنے تمام رشتوں سے محبتیں پائی ہوں، محبت لینے کا عادی ہو جاتا ہے، دینے کا نہیں، لیکن آپ تو خود سراپا محبت بن گئیں۔ سب جماعت کے لوگ، کیا اولاد، کیا خادم، کیا عزیز رشتہ، سب ن آپ کی محبت سے فیض پایا۔...... آپ سب کے بہت دعائیں اپنا ہو یا پرایا آپ کی دعاؤں سے محروم نہ رہتا۔ آخر 22 اور 23 مئی 1977 کی درمیانی شب بارہ پانچ منٹ پر یہ پیارا پیارا وجود ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گیا۔

نہ روک راہ مولیٰ شتاب جانے دے

کھلا تو ہے تیری جنت کا باب جانے دے

مجھے تو دامن رحمت میں ڈھانپ لے یونہی

حساب مجھ سے لے، بے حساب جانے دے

آخر پر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بے حد و حساب درجات بلند کرے اور ہمیں آپ کے اسوہ پر چلنے کی توفیق عطا کرے آمین۔